www.KitaboSunnat.com

تاریخ المشاہیر

فاضل نوجوان جناب سلیم تابانی صاحب

مُصعبؓ بن عُمیر رضی اللہ عنہ

حضرت مصعبؓ بن عمیر مکے کے ایسے حسین وجمیل اور خوش رو نوجوان تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ:

"مکے میں مصعبؓ سے زیادہ کوئی حسین وخوش پوشاک اور پروردہ نعمت نہیں ہے"

ان کے والدین کو ان سے شدید محبت تھی خصوصاً ان کی والدہ خناس بنت مالک نے مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے جگر گوشے کو نہایت ناز ونعم سے پالا تھا۔ وہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے عمدہ سے عمدہ پوشاک پہنتے اور لطیف سے لطیف خوشبو استعمال کرتے تھے۔ حضرمی جوتا جو اس زمانے میں صرف امراء کے لیے مخصوص تھا وہ ان کے روزمرہ کے کام آتا تھا اور ان کے وقت کا اکثر حصہ آرائش وزیبائش میں بسر ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں انہیں اتنی نعمتوں سے نوازا تھا وہاں ان کے آئینۂ دل کو بھی نہایت صاف وشفاف بنایا تھا جس پر صرف ایک عکس کی دیر تھی۔ چنانچہ مکے میں توحید کی صدا بلند ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دی تو یہ بھی شرک وبت پرستی سے متنفر ہو گئے اور آستانۂ نبوت پر حاضر ہو کر اسلام کے جانبازوں میں داخل ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی ارقم کے مکان میں قیام پذیر تھے اور مکے کی سرزمین مسلمانوں پر تنگ ہو رہی تھی۔ حضرت مصعبؓ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ان کی ماں اور ان کے اہل خاندان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیغام کے اس قدر دشمن ہیں کہ اس کو ایک لحظہ کے لیے بھی برداشت نہیں کر سکتے لیکن نیکی کی رغبت اور بدی سے نفرت نے انہیں ہر چیز سے بے نیاز کر دیا اور وہ زندگی کے حقیقی مقصد کو جان کر اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حصول میں لگ گئے۔

حضرت مصعبؓ بن عمیرؓ "بہترین امت" میں داخل تو ہو گئے لیکن کفر و شرک کی بے پناہ یلغار کے باعث ایک عرصے تک انہیں اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھنا پڑا اور وہ چھپ چھپ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور اسلامی تعلیمات حاصل کرتے رہے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ عثمان بن طلحہ نے جو اس وقت تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے، انہیں کہیں نماز پڑھتے دیکھ لیا اور جاکر ان کی ماں اور ان کے اہلِ خاندان کو خبر کر دی۔ بس پھر کیا تھا ماں اور خاندان والوں کی ساری محبت نفرت میں بدل گئی، سارے ناز و نعم ختم ہو گئے اور "مجرم توحید" کو قیدِ تنہائی کے مصائب و آلام کے حوالے کر دیا گیا۔ حضرت مصعبؓ ایک عرصے تک تمام اذیتیں برداشت کرتے رہے۔ رنگ و نازک لباس میں ان کے لیے کوئی جاذبیت نہ رہی۔ انواع و اقسام کے کھانے ان کی نظروں میں ہیچ ہو گئے۔ نشاط افزا عطریات کا شوق ختم ہو گیا اور دنیاوی عیش و تنعم اور مادی اسباب و وسائل سے یکسر بے نیاز ہو گئے۔ اب ان کے سامنے صرف ایک ہی مقصد تھا۔ یہ وہ مقصد تھا جسے جلوۂ توحید نے ان کے دل میں روشن کیا اور تمام فانی ساز و سامان سے بے پروا کر دیا تھا۔

حضرت مصعبؓ اب زندانِ تنہائی سے تنگ آ گئے۔ اشاعت اسلام کا جذبہ ان کے دل میں ابھرتا اور وہ اپنی اس تلخ زندگی پر سخت متاسف ہوتے۔ ادھر چھپ دوسرے دلدادگانِ جلوۂ توحید بھی کفار کی سختیاں سہتے سہتے عاجز آ گئے تھے اور کسی ایسی جائے پناہ کی تلاش میں تھے جہاں انہیں کچھ اطمینان و سکون میسر ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مشورہ دیا کہ تم لوگ فی الحال حبشہ کو ہجرت کر جاؤ، وہاں کا بادشاہ رحمدل اور منصف مزاج ہے وہ تم کو آرام سے رکھے گا۔ یہ حکم پاتے ہی مصیبت زدہ مسلمانوں کا ایک کثیر التعداد قافلہ ہجرت کے لیے آمادہ ہو گیا جس کے رئیس حضرت عثمان بن مظعون تھے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان اور ان کی اہلیہ محترمہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس قافلے میں تھے۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر نے بھی ان متلاشیانِ امن و سکون کے ساتھ سرزمینِ حبشہ کی راہ لی اور اپنے آپ کو غریب الوطنی کے مصائب و آلام کے حوالے کر دیا۔

ابھی یہ لوگ کچھ ہی دن حبشہ میں رہے تھے کہ ان کو اہلِ مکہ کے اسلام کی خبر ملی اور فطرۃً وطن لوٹنے کا شوق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوا۔ لہٰذا یہ لوگ مکہ روانہ ہو گئے۔ مگر مکے کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ بہرحال یہ سب کسی نہ کسی کی امان میں داخل ہو گئے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے علاوہ تمام حضرات مکے ہی میں ٹھہر گئے۔ ہجرت کے مصائب نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کی ظاہری حالت میں نمایاں فرق پیدا کر دیا تھا۔ اب نہ وہ رنگ باقی رہا تھا اور نہ وہ روپ چہرے پر دکھائی دیتا تھا۔ یہاں تک کہ خود ان کی ماں کو اپنے نورِ نظر کی پریشاں حالی پر رحم آگیا اور وہ مظالم کے اعادہ سے باز آگئی۔

اس اثنا میں آفتابِ اسلام کی شعاعیں یثرب کی وادی میں پہنچ چکی تھیں اور مدینہ منورہ کا ایک معزز طبقہ مشرف باسلام ہو گیا تھا۔ مدینے کے حق پرستوں نے دربارِ نبوت میں درخواست بھیجی کہ ہماری تعلیم و تلقین پر کسی کو مامور فرمایا جائے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا۔ آپ کی نگاہ جوہر شناس نے اس خدمت کے لیے مصعبؓ کو منتخب کیا اور چند زریں نصائح کے بعد انہیں مدینہ منورہ کی طرف بھیج دیا۔

حضرت مصعبؓ بن عمیر نے اس منصبِ جلیلہ پر فائز ہو کر تعلیمِ قرآن اور اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں جو بیش بہا خدمات انجام دیں اور جس حسن و خوبی کے ساتھ عقائد و محاسنِ اسلام بیان کر کے مدینے کی فضا کو اسلام کے لیے ہموار کیا وہ اسلامی تاریخ کا ایک پورا باب ہے اور اسلامی دعوت کی آئندہ مرکزی عمارت کے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ان کی شبانہ روز کوششوں اور انتھک محنت سے جب مدینہ منورہ میں فدا کارانِ اسلام کی ایک معتدبہ جماعت پیدا ہو گئی تو انہوں نے دربارِ نبوت سے اجازت حاصل کر کے حضرت سعدؓ بن خثیمہ کے مکان میں جماعت کے ساتھ نمازِ جمعہ کی بنا ڈالی۔ پہلے کھڑے ہو کر ایک نہایت مؤثر خطبہ دیا۔ پھر خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھائی اور نماز کے بعد حاضرین کی ضیافت کے لیے ایک بکری ذبح کی گئی۔ اس طرح وہ شعارِ اسلامی جو روزانہ عباداتِ الٰہی کے علاوہ ہفتہ میں ایک دفعہ برادرانِ اسلام کو ایک جگہ جمع ہو کر باہم بغل گیر ہونے کا موقع دیتا ہے، خاص حضرت مصعبؓ بن عمیر کی تحریک سے قائم کیا گیا تھا اور سب سے پہلے وہی اس کے امام تھے۔

عقبہ کی پہلی بیعت میں صرف بارہ انصار شریک تھے لیکن حضرت مصعبؓ نے ایک ہی سال میں تمام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ یثرب کو فدائی اسلام بنا دیا اور تحریکِ اسلامی کو ایک نئے موڑ پر لے آئے چنانچہ عقبۂ ثانیہ کی بیعت میں تہتّر اکابر و اعیانِ مدینہ کی پر عظمت جماعت اپنی قوم کی طرف سے تجدیدِ بیعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں مدعو کرنے کے لیے روانہ ہوئی۔ ان کے معلّمِ دین حضرت مصعبؓ بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے مکہ پہنچتے ہی سب سے پہلے آستانۂ نبوت پر حاضری دی اور اپنی حیرت انگیز کامیابی کی مفصل داستان عرض کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت توجہ اور دلچسپی کے ساتھ تمام واقعات سنے اور ان کی محنت و جاں فشانی سے حد درجہ محظوظ ہوئے۔

حضرت مصعبؓ ایک عرصہ کے بعد مکہ تشریف لائے تھے لیکن ابھی تک ماں سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ماں نے بیٹے کے آنے کی خبر سنی تو کہلا بھیجا:۔

"اے نافرمان فرزند! کیا تو ایسے شہر میں آئے گا جس میں میں موجود ہوں اور تو پہلے مجھ سے ملنے نہ آئے"۔

انہوں نے نہایت بے نیازی سے جواب دیا کہ:۔

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی سے ملنے نہیں جاؤں گا"۔

اس کے بعد حضرت مصعبؓ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ ملازمت حاصل کر چکے تو اپنی ماں کے پاس آئے اور طویل گفتگو کے بعد واپس آپ کی خدمتِ اقدس میں چلے گئے۔ یہ ذی الحجہ کا مہینہ تھا چنانچہ انہوں نے تین مہینے ذی الحجہ، محرم، صفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خدمت میں بسر کیے اور پہلی ربیع الاول کو آپ سے بارہ دن قبل مستقل طور پر ہجرت کر کے مدینہ کی راہ لی۔

سنہ ۲ھ سے حق و باطل، کفر و اسلام اور نور و ظلمت میں خونریز معرکوں کا سلسلہ شروع ہوا اور کفار کے فساد و بدامنی، طمع و ہوس، بغض و عداوت اور تعصب و تنگ نظری کی آگ کو فرو کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا .... (الحج) تو حضرت مصعبؓ بن عمیر بھی عرصۂ دغا میں نکلے اور اس شان سے نکلے کہ غزوۂ بدر میں مہاجرین کی جماعت کا سب سے بڑا پرچم ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے میدانِ فصاحت کی طرح یہاں بھی اپنے نمایاں جوہر کا اظہار کیا۔ چنانچہ اس کے بعد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ احد پیش آیا تو اس میں بھی علمبرداری کا شرف ان ہی کو ملا۔

شہادت

اس جنگ میں ایک اتفاقی غلطی نے جب فتح و شکست کا پانسہ پلٹ دیا اور فاتح مسلمان ناگہاں طور سے مغلوب ہو کر منتشر ہو گئے تو یہ علمبردار اسلام اس وقت بھی یکہ و تنہا نرغۂ اعداء میں ثابت قدم اور ہمت آزما رہا کیونکہ پرچم توحید کو پیچھے کی طرف جنبش دینا اس فدائی ملت کے لیے سخت عار تھا۔ غرض اسی حالت میں مشرکین کے ایک شہسوار ابن قمیئہ نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا جس سے داہنا ہاتھ شہید ہو گیا لیکن بائیں ہاتھ نے فوراً علم کو پکڑ لیا۔ اس وقت ان کی زبان پر یہ آیت جاری تھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ...... (آل عمران)، ابن قمیئہ نے دوسرا وار کیا تو بایاں ہاتھ بھی قلم تھا لیکن اس مرتبہ دونوں بازوؤں نے حلقہ کر کے علم کو سینے سے چپٹا لیا۔ دشمن نے جھنجلا کر تلوار پھینک دی اور اس زور سے تاک کر نیزہ مارا کہ اس کی انی ٹوٹ کر سینے میں رہ گئی اور اسلام کا سچا جانباز اسی آیت کا اعادہ کرتے ہوئے فرش خاک پر دائمی راحت اور ابدی سکون کی نیند سو رہا تھا۔ یہ صورت دیکھ کر ان کے بھائی ابو الروم بن عمیرؓ آگے بڑھے اور لوائے توحید کو سنبھالا دے کر پہلے کی طرح بلند رکھا اور آخر وقت تک شجاعانہ مدافعت کرتے رہے۔

تجہیز و تکفین

جنگ ختم ہو گئی اور لشکر کفار اپنی موہوم فتح کے غرور باطل میں بدمست ہو کر واپس چلا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مصعبؓ کی لاش کے قریب تشریف لائے۔ آپ نے کھڑے ہوئے پہلے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

(اہل ایمان میں سے چند آدمی ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے جو عہد کیا تھا اس کو سچا کر دکھایا)

پھر لاش سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:۔

"میں نے تم کو مکہ میں دیکھا تھا جہاں تمہارے جیسا حسین و خوش پوشاک کوئی نہ تھا لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال الجھے ہوئے ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے۔ بے شک خدا کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول گواہی دیتا ہے کہ تم لوگ قیامت کے دن بارگاہِ خداوندی میں حاضر رہو گے۔"

اس کے بعد نمازیانِ دینِ متین کو حکم ہوا کہ:-

"کشتگانِ راہِ خدا کی آخری زیارت کر کے سلام بھیجیں۔"

اور فرمایا کہ:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزِ قیامت تک جو کوئی ان پر سلام بھیجے گا وہ اس کا جواب دیں گے" (اللھم صلّ و سلّم علیھم)

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمان نہایت عسرت و تنگ دستی کی زندگی گزار رہا تھا اور غربت و افلاس کے باعث شہیدانِ ملت کے لیے کفن تک میسر نہ تھا۔ حضرت مصعبؓ کی لاش پر صرف ایک چادر تھی جس سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا تھا۔ بالآخر چادر سے چہرہ چھپایا گیا کہ حورانِ بہشتی کا شوقِ دیدار فزوں سے فزوں تر ہو جائے اور ان کے بھائی حضرت ابو الرومؓ نے تین اور حضرات کی مدد سے سپردِ خاک کیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اللہ اکبر! یہ وہی مصعبؓ بن عمیر تھے جن کو ابھی ہم مکے میں قبولِ اسلام سے پہلے بھی دیکھ چکے اور زبانِ صداقت و لسانِ وحی سے ان کے حسن و جمال اور ناز و نعم پروری کا حال سن چکے ہیں۔ ان کو مادی اسباب کی کیا پرواہ تھی؟ دنیاوی آسائش و راحت کی کون سی چیز انہیں حاصل نہیں تھی، وہ کونسا انسانی تکلف تھا جس کی ان سے آشنائی نہ ہو لیکن نیکوکاری کی رغبت اور خدا و رسول کی محبت نے انہیں اس مقام پر پہنچا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ دنیا اور اہلِ دنیا کی حالت پر رحم آگیا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت مصعبؓ بن عمیر دربارِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ حالت یہ تھی کہ جسم پر ستر پوشی کے لیے صرف کھال کا ایک ٹکڑا تھا جس میں جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے دیکھا تو عبرت سے گردنیں جھکا لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"الحمد للہ! اب دنیا کی تمام اہلِ دنیا کی حالت بدل جانا چاہیے۔ یہ وہ نوجوان ہے جس سے زیادہ ——

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ